125363 - اگر ولی بےنماز ہو اور پھر آدمی بیوی کو طلاق دے تو کیا طلاق واقع ہو جائیگی

سوال

میں نے ایك ثیب (طلاق شدہ یا بیوی) عورت سے ٹیلی فون پر اس کے بھائی کی موافقت سے شادی کی، لیکن رخصتی کے بعد وہ کہنے لگی کہ میرا ولی (اس کا بھائی) نماز ادا نہیں کرتا تو پھر یہ عقد نکاح فاسد ہوا، اور پھر میں نے تو اسے پہلے طلاق بھی دے رکھی تھی تو کیا یہ طلاق واقع ہو گئی ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

نکاح صحیح ہونے کے لیے شرط ہے کہ نکاح ولی یا اس کا وکیل کرے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہی ہے:

ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2085) سنن ترمذی حدیث نمبر (1101) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1881) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور ایك حدیث میں اس طرح وارد ہے:

عمران اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا "

اسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث نمبر (7557) میں صحیح قرار دیا ہے.

اور ایك حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس عورت نے بھی ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح خود کیا تو اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے "

مسند احمد حدیث نمبر (24417) سنن ابو داود حدیث نمبر (2083) سنن ترمذی حدیث نمبر (1102) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث نمبر (2709) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

عورت کا ولی اس کا باپ اور پھر اس کا دادا، پھر عورت کا بیٹا (اگر اس کا بیٹا ہو) پھر عورت کا سگا بھائی، اور پھر باپ کی طرف سے بھائی، اور پھر ان کے بیٹے پھر چچا اور پھر چچا كي بیٹے پھر باپ کی جانب سے چچا پھر حکمران ولی ہو"

دیکھیں: المغنی (9 / 355).

دوم:

وہ تارك نماز جو بالكل نماز ادا نہیں کرتا علماء کرام کے صحیح قول کے مطابق کافر ہے، اس کی تفصیل کے لیے سوال نمبر (2182) اور (5208) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

اس بنا پر بے نماز شخص نکاح میں ولی نہیں بن سکتا؛ کیونکہ کافر شخص کو بالاجماع مسلمان عورت پر نکاح میں ولایت حاصل نہیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" کافر شخص کو مسلمان عورت پر کسی بھی حالت میں ولایت حاصل نہیں، اس پر علماء کا اجماع ہے جن میں امام مالك اور امام شافعی اور ابو عبید اور اصحاب الرائے شامل ہیں.

اور ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ہم نے جس سے بھی علم حاصل کیا ہے ان سب کا اس پر اجماع ہے " انتہی

دیکھیں: المغنی (9 / 377).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب وہ نماز ادا نہیں کرتا تو اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنی کسی بھی بیٹی کا نکاح کرے کیونکہ اگر وہ ولی بن کر عقد نکاح کریگا تو اس کا وہ نکاح فاسد ہوگا؛ اس لیے کہ مسلمان عورت کے ولی کے لیے بھی مسلمان ہونا شرط ہے

" انتہی

ماخوذ از: فتاوی نور علی الدرب.

سوم:

جب بے نماز اپنی ولایت میں کسی عورت کا نکاح کرے تو وہ نکاح فاسد ہوگا؛ کیونکہ اس ولی کا موجود ہونا اس کے نہ ہونے کے مترادف ہے، اور جمہور علماء کرام کہتے ہیں کہ بغیر ولی کے نکاح صحیح نہیں ہوتا، لیکن احناف اسے صحیح قرار دیتے ہیں.

اور جس نے اس کے فاسد ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے ایسا نکاح کیا تو وہ زانی ہوگا، لیکن اگر اس نے صحیح ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے ایسا نکاح کیا ۔ اور اکثر لوگوں کا حال یہی ہے جب وہ ایسے نکاح کرتے ہیں جن میں اختلاف پایا جاتا ہے مثلا ولی کے بغیر نکاح، اور ولی کے فاسق ہونے کے ساتھ یا پھر گواہوں کے فاسق ہونے کی صورت میں کیا گیا نکاح ۔ تو وہ زانی شمار نہیں ہوگا، بلکہ اس کے نکاح پر اکثر وہی احکام مرتب ہونگے جو صحیح نکاح پر مرتب ہوتے ہیں، اس لیے مہر لازم ہوگا، اور اولاد بھی باپ کی طرف منسوب ہوگی، اور اگر طلاق دے تو طلاق بھی واقع ہو جائیگی.

کسی کو یہ حق نہیں کہ طلاق ہو جانے کے بعد عقد نکاح کی اصل میں بحث کرتا پھرے کہ آیا نکاح صحیح تھا یا نہیں یا فاسد تھا، تا کہ وہ طلاق سے چھٹکارا حاصل کر سکے، یہ تو دین کے ساتھ کھلواڑ ہے، کیونکہ وہ بیوی سے استمتاع اور مباشرت یہ سمجھ کر کرتا رہا ہے کہ وہ اس کی بیوی ہے، اور پھر اس نے اسے طلاق بھی تا کہ اس سے اس زوجیت کا حکم ختم ہو جس کے وجود کا وہ اعتقار رکھتا تھا، تو پھر پلٹ کر وہ یہ کیسے کہ سکتا ہے کہ: نکاح صحیح نہ تھا ؟!

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے ایك عورت سے شادی کی جس کا ولی فاسق تھا اور حرام کھاتا اور شراب نوشی کرتا تھا، اور اسی طرح گواہ بھی فاسق تھے اور اس نے اسے تین طلاقیں بھی دے دیں تو کیا اسے اس سے رجوع کرنے کی رخصت ہے یا نہیں ؟

شیخ الاسلام کا جواب تھا:

" جب وہ اسے تین طلاقیں دے تو وہ واقع ہو جائینگی، اور جو شخص طلاق کے بعد نکاح کے طریقہ میں غور کرنا شروع کرے اور اس سے قبل اس نے نکاح کے طریقہ کو نہ دیکھا، تو وہ شخص اللہ کی حدود سے تجاوز کرنے والا ہے، کیونکہ وہ طلاق سے قبل اور بعد میں اللہ کی حرام کردہ کو حلال کرنا چاہتا ہے، اور فاسد اور مختلف فیہ نکاح میں دی گئی طلاق امام مالك اور امام احمد وغیرہ کے مسلك میں واقع ہو جاتی ہے.

اور جمہور آئمہ کے ہاں فاسق کی ولایت میں نکاح صحیح ہے, اللہ اعلم " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (32 / 101).

اور ان سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے عورت کے ولی کے ہوتے ہوئے کسی اجنبی ولی کے ماتحت اس اعتقاد کے ساتھ نکاح کیا کہ اجنبی اس پر حاکم ہے اور اس عورت سے دخول بھی کر لیا اور اولاد بھی ہو گئی اور پھر اس نے اسے تین طلاقیں دے دیں، پھر اس کا کسی اور شخص سے نکاح کرنے سے قبل ہی رجوع کرنے کا ارادہ کرے تو کیا پہلے نکاح کے باطل ہونے کی بنا پر کیونکہ ولی کے بغیر تھا اسے رجوع کا حق حاصل ہو گا یا نہیں ؟

اور کیا حد ساقط ہو گی اور مہر واجب ہو گا اور نسب ثابت ہو گا اور وہ زانی شمار ہو گا یا نہیں ؟

شیخ الاسلام کا جواب تھا:

" جب وہ اس نکاح کے صحیح ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو تو اس نکاح میں حد واجب نہیں ہو گی، بلکہ اس کی طرف نسب ثابت کیا جائیگا، اور مہر بھی واجب ہوگا، اور فاسد نکاح کے ساتھ عفت و عصمت میں فرق نہیں آئیگا، اور مختلف فیہ نکاح میں دی گئی طلاق واقع ہوگی جب اس کے صحیح ہونے کا اعتقاد رکھا گیا ہو " انتہی

دیکھیں: الفتاوی الکبری (3 / 84).

اور ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس پر صحیح نکاح کے اکثر احکام مرتب ہونگے، یعنی طلاق واقع ہوگی اور وفات کے بعد عدت لازم ہو گی، اور زندگی میں اس سے علیحدگی کی عدت شمار کی جائیگی، اور عقد نکاح اور خلوت کے بعد مہر واجب ہوگا، اس لیے صحیح نکاح کی طرح اس میں بھی جو مہر مقرر ہے واجب ہو گا " انتہی

دیکھیں: القواعد (68) اور المدونۃ (2 / 98 ـ 120) اور تحفۃ المحتاج (7 / 232).

اس سے یہ معلوم ہوا کہ آپ کی اپنی بیوی کی دی گئی طلاق صحیح اور واقع ہو چکی ہے، اور آپ کے لیے اس کو ساقط کرنے کے لیے حیلہ سازی کرنا جائز نہیں کہ اس کا ولی تارک نماز تھا.

واللہ اعلم .